صِلۂ رحمی

ترتیب و تالیف

مولانا سید محمد علی شاہ حسینی

ناشر

محمد امین مرچنٹ

وکیل حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی السیستانی دام ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلہ رحمی

ترتیب وتالیف

مولانا سید محمد علی شاہ حسینی بلتستانی

سلسلۂ تربیتِ اسلامی نمبر 13

ناشر

محمد امین مرچنٹ

وکیل آیت اللہ العظمیٰ السید علی حسینی السیستانی مدظلہ العالی

WITH COMPLIMENTS
Muhammad Amin Merchant

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

عنوان کتاب — صلۂ رحمی

ترتیب وتالیف — مولانا سید محمد علی شاہ حسینی

مدیر اعزازی

محمد علی الف مرچنٹ

سلسلۂ تربیتِ اسلامی نمبر 13

کمپوزنگ، ڈیزائننگ .... ملک علیم علی

صفحات 48

تعداد 1000

مطبع .... امیہ اکیڈمی

طبع سوئم — اپریل 2010ء

ناشر

محمد امین مرچنٹ

وکیل آیت اللہ العظمیٰ السید علی حسینی السیستانی مدظلہ

[illegible]

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۔	عرض ناشر	۱
۲۔	تقریظ	۵
۳۔	پیش لفظ	۷
۴۔	صلہ رحمی	۹
۵۔	قرآن میں صلہ رحمی کی تاکید	۱۱
۶۔	احترام والدین	۱۳
۷۔	بنی اسرائیل کی گائے اور نیک لڑکا	۱۵
۸۔	نبوت کا نور چلا گیا	۱۸
۹۔	عاق والدین کا انجام	۱۹
۱۰۔	بعد از وفات عاق والدین	۲۲
۱۱۔	مرنے کے بعد والدین کے حقوق	۲۳
۱۲۔	دور کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم	۲۳
۱۳۔	رشتہ داروں کی ہمسائیگی	۲۴
۱۴۔	صلہ رحمی کا دنیا میں فائدہ	۲۵

۱۵۔	صلہ رحمی کا آخرت میں فائدہ	۲۸
۱۶۔	روحانی رشتہ داروں سے صلہ رحمی	۲۹
۱۷۔	سادات سے صلہ رحمی	۳۰
۱۸۔	برادران ایمانی کے حقوق	۳۳
۱۹۔	ائمہ کے ساتھ صلہ رحمی	۳۵
۲۰۔	قطع رحمی	۳۶
۲۱۔	قطع رحمی کے بارے میں روایات	۳۸
۲۲۔	قطع رحمی کی سزا	۴۱
۲۳۔	قطع رحمی کی وجہ سے سب مر گئے	۴۱
۲۴۔		

maablib.org

عرضِ ناشر

صلہ رحمی کے لغوی معنی ہیں اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے میل جول اور اچھے تعلقات رکھنا۔ صلہ رحمی کے کئی پہلو ہیں۔ مولانا محمد علی بلتستانی نے قرآن، احادیث اور ائمہ کے اقوال کی مدد سے ان کا بھرپور احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

دراصل ہمارے معاشرے میں نماز، روزے اور حج زیارات پر بہت زور دیا جاتا ہے جو ایک نہایت احسن عمل ہے۔ لیکن اصولِ دین اور فروعِ دین کے باقی ارکان کو اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ خاص طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کم توجہ دی جاتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے لیکر، گناہ کبیرہ تک کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ قطع رحمی اسکی ایک عام مثال ہے۔

قطع رحمی کی بہت ساری وجوہات ہیں۔ غریب گھرانوں میں لڑکیاں، لڑکوں کے والدین اور بہن بھائیوں سے اسلئے نہ صرف علیحدہ ہو جاتی ہیں، بلکہ تعلقات توڑ دیتی ہیں۔ کہ وہ اپنے شوہر کی قلیل آمدنی میں اپنے بچوں کا پیٹ نہیں بھر سکتیں۔ یہاں ایک قسم کی نفسا نفسی کا عالم ہوتا ہے۔

امیر گھرانوں میں لڑکیاں زندگی کو اپنے انداز میں گزارنے کیلئے ہمارے پرانے "Family Tradition" سے روگردانی کر کے لڑکے، کے والدین سے علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات علیحدہ ہونا (جگہ کی کمی کی وجہ سے) مجبوری بھی ہوتی ہے۔ بھائی بھائی سے بعض اوقات جائیداد کے جھگڑوں میں اور بعض اوقات اپنے گھر کے کسی فرد کے بہکاوے میں آکر الگ ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ برسوں تک نہ انکی

آپس میں ملاقات ہوتی ہے۔ نہ بات چیت۔ اگر کسی محفل میں مل بھی جاتے ہیں تو سلام دعا تک نہیں کرتے۔

دور رہکر ہی نہیں صرف بچھڑتے بھائی
ایک ہی شہر میں رہکر نہیں ملتے بھائی !

قطع رحمی کی ایک وجہ امارت اور غربت بھی ہے۔ اگر ایک بھائی امیر ہے تو عام طور پر وہ دوسرے بھائی بہنوں کو کسی خاطر میں نہیں لاتا یا ان سے اپنے نوکروں کی طرح خوشامد کی توقع رکھتا ہے۔ اس برائی میں گھر کے کسی فرد کا ہاتھ ہوتا ہے۔

پھر راتوں رات امیر ہونے والے بھائی یا بہن اپنے ان بہن بھائیوں سے (جو بچپن میں انکے دکھ اور مشکلات حل کرنے میں شامل تھے) یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمیشہ انکے گھر آئیں۔ اور انکے آگے پیچھے گھومیں۔

اگر اتفاق سے امیر بہن یا بھائی بڑا بھی ہے تو اور مشکل آتی ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ چھوٹا بھائی پہلے میرے گھر کے دس چکر لگائے تو میں اسکے گھر ایک بار جاؤں۔ یہ اسکی جھوٹی انا ہوتی ہے۔

امیر بن جانے والے لوگ اپنا کاروبار بڑھانے کیلئے نئے امیر دوست بناتے ہیں۔ انکو ان دوستوں کے حسین چمکتے دمکتے گھر اور گھر کے افراد بہت پسند آتے ہیں۔ ایسی صورتِ حال میں انہیں اپنے پرانے ماں باپ اور ٹوٹے پھوٹے بہن بھائی کہاں پسند آئیں گے۔

وہ مہرباں ہر ایک پہ آذر سدا رہا
میں اسکے در پہ آنکھیں جھکائے کھڑا رہا

ہاں اگر ماں باپ کا انتقال ہو چکا ہے، اس صورت میں وہ انکی ہر طرح یاد مناتے ہیں۔ (اگر یہ دکھاوا نہیں ہو تو بڑی اچھی بات ہے) لیکن زندہ ماں باپ کی انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی انہیں صرف اپنی خوشی سے سروکار ہوتا ہے۔

جو مر گیا ہے اسکو سدا یاد کرتے ہو
جو مر رہا ہے اسکی تمہیں کچھ خبر نہیں — علی آذر

صلہ رحمی کی جتنی تاکید کی گئی ہے۔ وہ تو اس کتاب میں موجود ہے۔ میں صلہ رحمی کے سلسلہ میں ایک مجلس میں سنی ہوئی ایک فکر انگیز بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

اگر آپ کو خدانخواستہ کوئی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ تو آپ کسی بڑے ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔ اور اگر وہ بدتمیز بھی ہوتا ہے۔ تو آپ اس کی بدتمیزی برداشت کرتے ہیں۔ اور اسکو پانچ سو سے ہزار روپے تک فیس بھی دے آتے ہیں۔ یعنی آپ اپنی دنیا کو بہتر بنانے کیلئے سب برداشت کرتے ہیں۔ لیکن آپ کا کوئی بھائی اگر بد زبان ہے۔ تو آپ اس سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور اپنے دکھی بھائی کیطرف نظر نہیں کرتے۔ جبکہ صلہ رحمی کی بے حد تاکید کی گئی ہے۔ یعنی ہم اپنی دنیاوی زندگی کی طرف تو بہت توجہ دیتے ہیں۔ لیکن اپنی آخرت کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

دراصل ہم مذہب میں بھی وہی بات کرنا چاہتے ہیں جو ہمیں "SUIT" کرتی ہے۔ اپنی مرضی کے خلاف کوئی بات ہو، چاہے اسکا مذہب میں کتنا بھی زور دیا گیا

ہو۔ہم اسے نہیں کرتے اور اسکا کوئی نہ کوئی جواز تلاش کر لیتے ہیں۔

برائی کرنے سے پہلے جواز ہوتا ہے

برائی کر کے تجھے خود پہ ناز ہوتا ہے

آیئے آج ہم اپنی رنجشوں کو مٹا کر اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور دوستوں سے تعلقات استوار کریں۔اسطرح ہم قرآن سنت اور اقوالِ ائمہ پر عمل کر کے انشاء اللہ تعالیٰ سرخرو ہونگے۔

والسلام الاحقر

محمد امین مرچنٹ

maablib.org

تقریظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشۡرَفِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاھِرِیۡنَ ۔

امابعد! قَالَ مَوۡلَانَا عَلِیٌّ عَلَیۡہِ السَّلَامُ.

حُسۡنُ الۡخُلۡقِ لِلنَّفۡسِ وَ حُسۡنُ الۡخَلۡقِ لِلۡبَدَنِ.

ترجمہ: حسن اخلاق نفس کی زینت ہے اور حُسن تخلیق جسم کا زیور ہے انسان روح اور جسم سے مرکب ہے جب تک ان دونوں کو ہر ایک کے تقاضوں کے مطابق نہ رکھے انسانی زندگی کا معیار و میزان برقرار نہیں رہتا ہے۔ یعنی مکمل اور صحیح انسان' ان افراد کو کہا جاتا ہے جو اس کے اجزائے ترکیبی کے ہر پہلو کے بنیادی اصولوں کے تحت زندگی کے سفر کو جاری رکھتے ہیں۔ ان دونوں پہلو کے اجتماعی وظائف کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیکھیں تو تین اہم چیزیں نظر آتی ہیں۔

۱۔ اعتقادات! یعنی ایسے غیر مرئی حقائق جو صرف بصیرت قلبی وزاویہ فکری کے توسط سے قابل ادراک ہیں۔ جنہیں اصول دین کہتے ہیں۔

۲۔ احکام! یعنی ایسے افعال و کردار جو اعتقادات کے عملی اظہار بھی ہیں جن کو شریعت کی اصطلاح میں فروع دین سے تعبیر کرتی ہے۔

۳۔ اخلاق! یعنی انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی حرکات وسکنات جو روز مرہ زندگی کا معمول ہے۔

اخلاق، حیات بشر کے تمام پہلوؤں سے مربوط ہے اگر کردار عقل و شرع کے مطابق مصالح اعمال پر مشتمل ہوں تو انہیں حُسن اخلاق یا اخلاق حسنہ کہتے ہیں ۔اگر خواہشات نفس امارہ شرع و عقل کے قیود و حدود سے باہر ہوں، اسے سوء اخلاق یا اخلاق سیئہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

انہی موضوعات اخلاق میں سے "صلہ رحمی" کے موضوع پر جناب حجۃ الاسلام آغا سید محمد علی شاہ حسینی دام عزہ نے انتہائی جامع اور دلکش انداز میں بہترین مطالب کو جمع کر کے کتاب کی شکل دی ہے۔ واقعاً برادر محترم نے انتہائی عرق ریزی اور خلوص نیت سے اس کتاب کی تالیف و تدوین میں کافی زحمت فرمائی ہیں اور دور حاضر جو کہ اخلاقی انحطاط کا پر آشوب دور ہے یہ کتاب انتہائی موثر اور مفید ہے مجھے امید ہے کہ محترم آغا صاحب کی یہ علمی خدمات اور قلمی حرکت معاشرے میں ابر رحمت کی مانند اثر پذیر ثابت ہوں اور محترم مؤلف کو دین مقدس اسلام کی راہ میں مزید خدمات کی توفیق دے۔

والسلام وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ

احقر محمد جواد حافظی

قصر بتول علمدار چوک سکردو

پیش لفظ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ
وَالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ

امابعد! قَالَ اللّٰه تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَه (سورہ احزاب آیت ۲۱)

یعنی پیغمبر اسلام کا اخلاق و کردار تم سب کے لئے بہترین نمونہ عمل ہے۔

انبیاء کی اخلاقی تعلیمات اور اُن کی راہ و روش بہترین ذریعہ ہے جو انسان کی زندگی کو با مقصد بنا سکتا ہے' اخلاق ہر ایک کیلئے لازمی اور ضروری ہے خواہ انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی۔ لیکن وہ لوگ جن کے کاندھے پر معاشرے کی رہبری کا بارگراں ہو۔ ان کے لئے اخلاقیات سب سے زیادہ ضروری ہے' کیونکہ جس پر معاشرے کی تربیت کی ذمہ داری ہے اسے خود مجسم اخلاق ہونا چاہئے اور تمام انسانی صفات و اقدار کا پیکر ہونا چاہئے تاکہ لوگوں کے لوح دل کو اخلاقی کثافتوں سے پاک کر سکے۔ اسی بنا پر خداوند عالم نے اصلاح معاشرہ کے لئے اپنا پیغمبر ایسے فرد کو منتخب کیا جن کی روح بلند' حوصلہ جوان' اُن' صبر و ضبط کے کوہ گراں غرض ہر طرح کے اخلاق کی اعلیٰ صفات کا مکمل نمونہ تھے اور اسی اخلاق کے اسلحے کے ذریعے انہوں نے فساد و تباہی میں ڈوبے ہوئے معاشرے کو نجات دلائی اور اخلاقی گراوٹوں میں آلودہ افرد کو پاک و پاکیزہ بنایا۔ وہ ذات گرامی ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے آپ کی اسی اسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے سوچا کہ اخلاقیات کے موضوع پر ایک کتاب لکھوں اللہ تعالیٰ نے میری سوچ و فکر کے مطابق مجھے یہ

فقط سلام کر کے یا سلام کا جواب دے کر صلہ رحمی برقرار رکھ سکتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ اسلام کا ارشاد گرامی ہے!

ان صلة الرحم والبر ليهو نان الحساب ويعصمان من الذنوب فصلوا ارحامكم وبروا اخوانكم ولو بحسن السلام ورد الجواب (كافی)

ترجمہ: بتحقیق رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور برادران دینی کے ساتھ نیکی قیامت کے دن حساب وکتاب میں آسانی پیدا کرتی ہے اور گناہوں سے بچاتی ہے۔ پس اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی قائم کرو اور برادران دینی کے ساتھ نیکی کرو اگرچہ سلام کر کے یا خوش اخلاقی سے سلام کا جواب دے کر۔

امام محمد باقر علیہ السلام نقل فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اوصى الشاهد من امتى والغائب منهم ومن فى اصلاب الرجال وارحام النسآء الىٰ يوم القيامة ان يصل الرحم ولو كان منه علىٰ مسيرة سنة فان ذالك من الدين

"میں اپنے امت کے حاضرین اور غائب لوگوں اور آنے والی قیامت تک کی نسل جو مردوں کے اصلاب اور عورتوں کے ارحام میں ہے سب کو وصیت

کرتا ہوں کہ وہ صلہ رحمی کریں اگر چہ وہ ایک سال کی مسافت کے فاصلے پر رہتے ہوں کیونکہ صلہ رحمی ان امور میں سے ہے جسے خدا نے دین کا جز قرار دیا ہے۔"

قرآن میں صلۂ رحمی کی تاکید:

ارشاد خداوندی ہے

والذین یصلون ماامر اللہ بہ ان یو صل ویخشون ربھم و یخافون سوٓء الحساب (سورہ رعد آیت ۲۱)

"اور وہ لوگ جن سے (صلہ رحمی) کے تعلقات قائم رکھنے کا حکم خدا نے دیا ہے اسے قائم رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور قیامت کے دن بری طرح حساب لیئے جانے سے خوف کھاتے ہیں"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتآء ذی القربیٰ (سورہ نحل آیت ۹۰)

"بے شک خداوند عالم عدل وانصاف اور (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے اور اپنے رشتہ داروں کو (جس چیز کی انہیں ضرورت ہو عطا کرنے کا حکم دیتا ہے" پہلی آیت میں "سو الحساب" سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ "صلہ رحمی اور رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی آخرت کے حساب وکتاب کے موقع پر آسانی کا باعث ہے"

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

صلة الرحم تهون الحساب یوم القیمة (بحارالانوار صفحہ ۲۸)

''صلہ رحمی آخرت کے حساب کو آسان بنادیتی ہے''

عروہ ابن یزید نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دوسری آیت کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ''قرابتك'' یعنی تمام رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے خواہ وہ محرم ہوں یا نا محرم۔ دور کے رشتہ دار ہوں یا قریبی آپس میں براہ راست رشتہ داری ہو یا کئی نسلوں کے فاصلے کے ذریعے رشتہ داری۔ (کتاب کافی)

ایک اور مقام پر ارشاد رب العزت ہے:

واتقو الله الذی تسآء لون به ولارحام (سورہ نساء آیت ۱)

''اور اللہ سے ڈرو یعنی تقویٰ اختیار کرو کیونکہ اس کے متعلق اور قرابتداروں کے حقوق کے نسبت سوال کیا جائے گا۔

اور فرمایا:

واعبدو الله ولا تشرکو ابه شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ

''خدا کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک قرار نہ دو۔ اپنے والدین اور قرابتداروں سے احسان اور نیکی کے ساتھ پیش آؤ''

احترام والدین:

قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے۔

وقضیٰ ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما وقل لھما قولا کریما. واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا.

''اور تمہارے پروردگار نے حکم دیا ہے اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور اپنے ماں، باپ سے نیکی کرنا اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں (اور تمہاری خدمت کی ضرورت ہو) تو خبردار ان کے جواب میں ''اُف'' تک نہ کہنا اور نہ جھڑکنا اور بہت ادب سے کہا کرو اور رحم دلی سے ان کے سامنے خاکساری کا پہلو جھکاؤ اور ان کے حق میں دعا کرو کہ پروردگار جس طرح ان دونوں نے بچپنے میں میری پرورش کی ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما''

چونکہ اس آیۃ مبارکہ میں لفظ ''اُف'' استعمال ہوا ہے احترام والدین کا اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

کہ اگر اُف سے چھوٹا کوئی کلمہ عربی زبان میں ہوتا تو ذکر ہوتا اور ممنوع قرار دیا جاتا اور یہ بھی فرمایا تندی سے ان کی طرف نگاہ نہ کرنا۔ اپنی آواز ان کی آواز سے بلند نہ کرنا ایک ساتھ چلتے وقت آگے نہ بڑھنا۔ مجالس میں ان سے پہلے جگہ نہ

لینا۔ اپنے ہاتھوں کو ان کے ہاتھوں سے بلند نہ کرنا۔

حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

كن باراو اقتصر على الجنة وان كنت علقا فاقتصر على النار.

"والدین کے خدمتگار بن کر جنت میں مقام حاصل کرلو اور اگر والدین کے عاق ہوگئے تو جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالو"

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا:

صدقة السر تطفيء غضب الرب وبر الوالدين وصلة الرحم يزيدان في الاجل. (بحار الانوار)

"چھپا کر صدقہ دینا پروردگار کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ والدین کے ساتھ نیکی اور رشتہ دروں سے صلہ رحمی عمر کو بڑھاتا ہے"

یہ بھی فرمایا:

من يضمن لى بر الوالدين وصلة الرحم اضمن له كثرة المال وزيادة العمر والمحبة في العشيرة. (مستدرک)

"جو کوئی مجھے یہ ضمانت دے کہ وہ والدین سے نیکی اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے گا تو میں بھی اسے کثرت مال اور درازی عمر کے علاوہ اپنے قبیلہ میں محبوب بننے کی ضمانت دوں گا"

بنی اسرائیل کی گائے اور نیک لڑکا:

بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نامعلوم طور پر قتل ہو جاتا ہے اس کے قاتل کا کسی طرح پتہ نہیں چلتا۔ بنی اسرائیل کے قبائل کے درمیان جھگڑا اور نزاع شروع ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے قبیلے اور دیگر لوگوں کو اس کا ذمہ ٹھہراتا ہے۔ جھگڑا ختم کرنے کے لیئے مقدمہ حضرت موسیٰ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور لوگ آپ سے اس موقع پر مشکل کشائی کی درخواست کرتے ہیں اور اس کا حل چاہتے ہیں۔ چونکہ عام اور معروف طریقوں سے اس قضیے کا فیصلہ ممکن نہ تھا اور دوسری طرف اس کشمکش کے جاری رہنے سے ممکن تھا بنی اسرائیل میں ایک عظیم فتنہ کھڑا ہو جاتا۔ لہٰذا حضرت موسیٰ پروردگار سے مدد لے کر اعجاز کے راستے اس مشکل کو حل کرتے ہیں۔

واذ قال موسیٰ لقومہ ان اللہ یامرکم ان تذبحو بقرة (سورہ بقرہ آیت، ٦٧)

''اور یاد کرو! اس وقت کو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا (قاتل کی تلاش کے لیئے) پہلی گائے جو تمہیں مل جائے اس کو ذبح کرو۔

فقلنا اضربوہ ببعضھا کذالک یحی اللہ الموتیٰ. (سورۃ بقرہ، آیت ٧٣)

اور اس گائے کا ایک ٹکڑا مقتول کے ساتھ لگا دو (تاکہ زندہ ہو کر قاتل کی نشاندہی کر دے) اس طرح خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے''

موسیٰ کی قوم کہنے لگی تم ہم سے مذاق کرتے ہو۔ موسیٰ نے کہا میں خدا

سے پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلوں میں سے ہو جاؤں اور کسی سے مذاق واستہزا کروں۔

وہ کہنے لگے "قالوا ادعلنا ربک یبین لنا ماھی قال انہ یقول انھا بقرۃ لا فارض ولا بکر عوان بین ذالک فافعلوا ماتو مرون.

وہ کہنے لگے (تو پھر) اپنے خدا سے یہ کہو کہ ہمیں واضح کرے کہ یہ کس قسم کی گائے ہونی چاہئے۔ اس نے کہا! خدا فرماتا ہے کہ گائے نہ بوڑھی ہو جو کام سے رہ گئی ہو اور نہ بالکل جوان ہو بلکہ ان کے درمیان ہو جو کچھ تمہیں حکم دیا گیا ہے (جتنی جلدی ہو سکے) اسے انجام دو۔

وہ کہنے لگے! اپنے خدا سے کہو ہمارے لئے واضح کرے کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ وہ کہنے لگا! خدا فرماتا ہے کہ وہ زرد رنگ کی ہو۔ ایسے رنگ کی جو دیکھنے والوں کو اچھا لگے۔

وہ کہنے لگے! اپنے خدا سے کہئے وہ واضح کرے کہ وہ کس قسم کی گائے ہو کیونکہ یہ گائے تو ہمارے لیئے مبہم ہو گئی ہے اور اگر خدا نے چاہا تو ہم ہدایت پالیں گے۔

اس نے کہا! خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو اتنی سدھائی ہوئی ہو زمین جوتے اور نہ ہی کھیتی سینچے، بھلی چنگی اور ایک رنگ کی ہو جس میں کوئی دھبہ تک نہ ہو۔ وہ کہنے لگے اب (جا کے) ٹھیک ٹھیک بیان کیا اور پھر انہوں نے (ایسی

گائے تلاش کی) اور ایسے ذبح کیا حالانکہ وہ مائل نہ تھے کہ اس کام کو انجام دے۔ (سورہ بقرہ آیت ۶۷۔ ۷۱)

''خلاصہ'' اس گائے کے متعلق حضرت موسیٰ اور اپنے قوم کے درمیان کافی سوال وجواب ہوا بالآخر گائے ذبح کرنے پر آمادہ ہوئے''

روایت میں ہے کہ ان صفات کی گائے اس علاقے میں ایک ہی تھی اور وہ بنی اسرائیل میں سے ایک نوجوان کی ملکیت تھی۔ جو اکثر محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑھتا تھا اور باپ کا اس قدر فرمانبردار تھا ایک مرتبہ اس نے ایک چیز کو فروخت کرنا تھا اس میں اس کو بڑا نفع تھا جب خریدار پہنچے تو صندوق کی چابی اس کے باپ کے پاس سرہانے کے نیچے تھی اور وہ محوخواب تھا۔ اس نے باپ کو نیند سے بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا اور خریدار کو واپس کر دیا۔

بعض مفسرین کے نزدیک خریدنے والا ایک جنس ستر ہزار میں اس شرط پر خریدنے کو تیار تھا کہ قیمت فوراً ادا کی جائے اور قیمت کی ادائیگی اس بات پر موقوف تھی کہ خریدنے کے لیئے اپنے باپ کو بیدار کر کے صندوق کی چابیاں اس سے حاصل کرے۔

جب باپ نے بیدار ہونے کے بعد لڑکے سے مال کے فروخت ہونے سے متعلق پوچھا تو لڑکے نے کہا میں نے آپ کو بے آرام کرنا مناسب نہ سمجھا تھا۔ لہٰذا مال فروخت نہ ہو سکا تو باپ نے انعام میں اس کو یہ گائے دی تھی۔

روایت کے مطابق بنی اسرائیل گائے خریدنے کے لیئے آئے تو قیمت بڑھتے بڑھتے یہ مقرر ہوئی کہ بیل کی کھال دیناروں سے پُر اس گائے کا عوض ہو۔ اور جب اسے پُر کیا گیا تو پچاس لاکھ دینار اس (کھال) میں سمائے۔ پس لڑکے نے قیمت وصول کرلی اور گائے دے دی۔

(تفسیر نمونہ/تفسیر انوار النجف)

نبوت کا نور چلا گیا:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات کرنے مصر تشریف لائے تو حضرت یوسفؑ اپنے ظاہری سلطنت اور شان وشوکت کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے والد بزرگوار کے احترام کے لئے اپنی سواری سے نیچے نہیں اترے تو حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور حضرت یوسفؑ سے کہا کہ اپنا ہاتھ کھولئے۔ آپؑ نے جب ہاتھ کھولا تو اس سے ایک روشنی نکلی اور آسمان کی طرف بلند ہوئی۔

حضرت یوسفؑ نے دریافت کیا یہ نور جو میرے ہاتھ سے نکلا اور آسمان کی جانب چلا گیا یہ کیا تھا؟

جبرئیل نے عرض کیا! نبوت کا نور آپ کے صلب سے باہر نکل گیا۔ کیونکہ آپؑ نے اپنے والد کا احترام بجا نہیں لائے تھے اس لئے آپ

کے بیٹوں میں سے کسی کو پیغمبری نہیں ملے گی۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت یوسفؑ اپنے والد بزرگوار کے احترام میں سواری سے نیچے نہیں اترے لیکن یہ تکبر اور بے اعتنائی کی وجہ سے نہیں تھا کیونکہ انبیاء کرام ہر قسم کے گناہوں سے پاک و پاکیزہ ہوتے ہیں۔

البتہ اپنی سلطنت اور شان و شوکت کا اعلیٰ مقام برقرار رکھنے اور رعایا پر رعب و دبدبہ بٹھانے کی خاطر تھا۔

عاق والدین کا انجام:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا من احب ان یخفف اللہ عنہ سکرات الموت فلیکن لقرابتہ وصولا ولوالدیہ بارا فاذا کان کذالک ھون اللہ علیہ سکرات الموت ولم یصبہ فی حیاتہ فقر ابدا۔ (سفینۃ البحار)

جس کی خواہش ہو کہ جان کنی کی کیفیت اس پر آسان ہو جائے اسے اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ نیکی بجالانا چاہئے۔ جب کوئی ایسا کرے گا تو خداوند عالم موت کی سختیاں اس پر آسان کر دے گا اور وہ شخص زندگی بھر کسی پریشانی و تنگدستی میں نہ ہوگا۔

ایک نوجوان آخری سانس لے رہا تھا اسی اثنا میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اس کے پاس بیٹھ کر اسے شہادتین کی تلقین

فرمانے لگے۔ مگر وہ جوان کچھ نہ بول سکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ کیا اس کی ماں موجود ہے؟

جوان کے سرہانے بیٹھی ہوئی ایک عورت نے کہا جی ہاں میں اس کی ماں ہوں۔

آپؐ نے فرمایا کیا تم اس سے ناراض ہو؟

عورت نے عرض کیا! ہاں یا رسول اللہؐ چھ سال سے میرے اور اس کے درمیان بات چیت بند ہے۔ رسول اکرمؐ نے اس کی ماں سے خواہش کی کہ اپنے بیٹے کو معاف کر دے۔ چنانچہ اس عورت نے آپؐ کے کہنے پر بیٹے کی غلطیوں سے درگذر کیا اور اس سے راضی ہو گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا اس وقت تم کیا دیکھ رہے ہو؟

نوجوان نے عرض کیا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کالا مرد نہایت بدصورت بدبودار مجھے نہیں چھوڑ رہا ہے۔

آپؐ نے فرمایا یہ دعا پڑھو۔

یامن یقبل الیسیر ویعفو عن الکثیر اقبل منی الیسیر واعف عنی الکثیر

حضورؐ نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہو؟

نوجوان نے عرض کیا ایک سفید رنگ کا خوبصورت اور معطر مرد میری طرف بڑھ رہا ہے۔

فرمایا اسی دعا کو تکرار کرو۔

جب دوبارہ پڑھی تو کہنے لگا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

آپؐ نے فرمایا! خداوندا اس نوجوان کے گناہوں کو بخش دے۔ اس کے بعد اس جوان کی وفات ہو گئی۔

روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

یارسول اللہ! میری ماں ہاتھ پیر سے معذور ہے۔ وہ اپنی جگہ سے خود ہل نہیں سکتی۔ میں اس کو پیٹھ پر بٹھاتا ہوں۔ اس کے منہ میں نوالہ دیتا ہوں' اس کی گندگی کو پاک وصاف کرتا ہوں۔ کیا میں نے اس کے حق کو ادا کیا؟

آنحضرتؐ نے فرمایا! نہیں' کیونکہ تم اس کے پیٹ میں مدتوں رہے' اس کے جسم سے تم کو کھانے اور پینے کی اشیاء فراہم ہوتی رہیں۔ اس کے ہاتھ پیر مسلسل تمہاری حفاظت کے لئے استعمال ہوئے۔ ان زحمات کے باوجود وہ تمہاری درازئ عمر کے لئے تمنا کرتی رہے لیکن تم ہو کہ آرزو رکھتے ہو کہ وہ دنیا سے رخصت ہو جائے تا کہ تم کو اس کی فکر سے آزادی مل جائے۔

آنحضرتؐ نے ماں کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا!

کہ اگر تم مستحی نماز پڑھ رہے ہو اور اسی اثنا میں باپ نے تم کو بلایا تو نماز

قطع نہ کرنا لیکن ماں اگر بلائے تو نماز چھوڑ دو۔

جی ہاں! ماں کی عظمت وعزت بہت زیادہ ہے۔ جیسا کہ حضرت خاتم الا نبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

الجنة تحت اقدام الامهات.

بہشت کی تلاش میں دور جانے کی ضرورت نہیں "بہشت تو ماؤں کے قدموں تلے موجود ہے"

بعد از وفات عاق والدین:

والدین چاہے زندہ ہوں یا مر گئے ہوں۔ ان کا احترام ہم پر واجب ہے۔ اگر والدین کی موت کے بعد اولاد ان کو فراموش کردے' ان کے لئے کار خیر بجانہ لائے تو اس صورت میں اولاد عاق والدین شمار ہوگی۔ اگر چہ ان کی زندگی میں حقوق ادا بھی کئے ہوں اور مرتے وقت تک ان کی خدمت سرانجام دی ہو۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔

ان العبد ليكون بار الوالديه فى حيوتهما ثم يموتان فلا يقضى عنهما دينهما ولا يستغفر لهما فيكتبه الله عاقا. وانه ليكون عاق لهما فى حيوتهما وغير باربهما فاذاماتا قضىٰ دينهما واستغفر لهما فيكتبهم الله بارا.

بے شک اگر ایک بندہ والدین کی زندگی میں تو نیک رہے اور جب وہ

دونوں مر جائیں تو وہ انہیں بھول جائے۔ان کے قرض کو ادا نہ کرے اور نہ ہی ان کے لئے مغفرت ورحمت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں عاق والدین لکھے گا اور اگر ان کی زندگی میں تو عاق رہے مگر ان کے موت کے بعد ان کے قرضے ادا کرے ان کے لئے طلب مغفرت وبخشش کرے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کا نام والدین کے ساتھ نیکی کرنے والی کی فہرست میں لکھے گا۔(گناہان کبیرہ)

مرنے کے بعد والدین کے حقوق:

۱۔ ایسے واجبات کا ادا کرنا جو انہوں نے اپنی حیات میں انجام نہ دئے ہوں۔ مثلاً نماز، روزہ، حج اور قرضے وغیرہ۔

۲۔ ان کی وصیت پر عمل کرنا۔

۳۔ ان کی مغفرت وبخشش کے لئے مختلف اعمال بجالانا، ان کی طرف سے صدقہ دینا، کار خیر انجام دینا، مستحب اعمال بجالانا، مختصر یہ کہ جتنا ممکن ہو مادی اور معنوی تحائف اور ان کو ہدیے بھیجنے چاہیے۔

دور کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم:

اسلام کی مقدس شریعت صلہ رحمی کے سلسلے میں اتنی تاکید کرتی ہے کہ رشتہ داروں سے ملنے کے لیئے اگر دور دراز کا سفر بھی کرنا پڑے تو اسے مستحب قرار دیتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

یا علی سر سنتین بر والدیک. سر سنة صل رحمک. سر میلا عد مریضا. سر میلین شیع جنازة. سر اربعة امیال ذر اخا فی الله. (بحار الانوار جلد ۱۶)

"اے علیؑ! اپنے والدین سے نیکی کرنے کے لئے اگر دو سال کا بھی سفر کرنا پڑے تو کرو۔ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی خاطر اگر ایک سال کا سفر کرنا پڑے تو کرو۔ اگر کسی مریض کی عیادت کے لئے ایک میل کا بھی سفر کرنا پڑے تو کرو۔ اگر تشیع جنازہ کے لئے دو میل بھی چلنا پڑے تو چلو اور اگر مومن بھائیوں سے ملاقات کی خاطر چار میل دور بھی جانا پڑے تو جاؤ"

رشتہ داروں کی ہمسائیگی:

روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دور حکومت میں اپنے کارندوں کو خط میں کچھ یوں تحریر فرمایا:

مروا الاقارب ان یتراوروا و لا یتجاوروا.

"رشتہ داروں کو حکم دو کہ وہ آپس میں ملتے رہیں لیکن ایک دوسرے کے پڑوس میں نہ رہیں"

پڑوس میں رہنا بغض وحسد اور قطع رحمی کا سبب بنتا ہے لیکن جب رشتہ دار دور ہو تو ان کی دوستی زیادہ قائم رہتی ہے اور ایک دوسرے کی طرف زیادہ مائل رہتے ہیں۔ (گناہان کبیرہ)

صلہ رحمی کا دنیا میں فائدہ:

بہت سی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ صلہ رحمی کا فائدہ اس دنیا میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً طول عمر' موت کا ٹل جانا' بلاؤں کا دور ہو جانا' رزق میں برکت' فقر و فاقہ کا دور ہو جانا اور نسل کا زیادہ ہو جانا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے منصور دوانقی کے دربار میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔

١۔ **ان الرجل لیصل رحمه وقد بقی من عمره ثلث سنین فیصیره الله ثلثین سنة. ویقطعها وبقی من عمره ثلثون سنة فیصیره الله ثلث سنین ثم قال یمحو الله ما یشآء ویثبت.**

"ایک شخص جس کی عمر تین سال سے زیادہ باقی نہیں صلہ رحمی کرنے کی وجہ سے خداوند عالم اس کی عمر بڑھا کر تیس سال کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کی عمر تیس سال باقی رہتی ہو لیکن قطع رحمی کی وجہ سے اس کی عمر گھٹ کر تین سال رہ جاتی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا جس چیز کو چاہتا ہے لکھ دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔ (بحار الانوار)

یعنی صلہ رحمی کی وجہ سے اس کی زندگی کی بعض امور میں خدا اگر چاہے تو تبدیلی پیدا کر دیتا ہے"

۲۔صلة الرحم تعبر الديار في الاعمال وان كان اهلها غير اخيار

''رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی گھروں کو آباد کر دیتی ہے۔اور اس سے عمریں طولانی ہو جاتی ہیں خواہ رشتے داروں کے حقوق کو ادا کرنے والا فاسق ہو'' (بحار الانوار)

۳۔ صلة الرحم تهون الحساب وتقي ميتة السوء.

''صلہ رحمی بروز قیامت حساب و کتاب میں آسانی کا باعث ہے اور یہ ناگہانی موت سے بچاتی ہے''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے میسر سے فرمایا۔

قد حضر اجلك غير مرة كل ذالك يوخر لله بصلتك لرحمك وبرك قرابتك

''اے میسر! کئی مرتبہ تمہاری موت کا وقت آیا مگر اللہ نے صلہ رحمی کے اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھے سلوک کی وجہ سے اسے مؤخر کر دیا''

ایک اور مقام پر فرمایا۔

يا ميسر لقد زيد عمرك فأي شئ تعمل ؟

اے میسر! واقعاً تمہاری عمر بڑھ گئی ہے۔تم کونسا ایسا کام کرتے رہے ہو؟

میسر نے جواب دیا۔

میں جوانی میں مزدوری کر کے پانچ درہم کمایا کرتا تھا اور وہ اپنے ماموں کو دے دیا

کرتا تھا۔

صلہ رحمی سے روحانی ومعنوی کمالات بھی حاصل ہوتے ہیں۔امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

صلة الارحام يحسن الخلق وتسمح الكف وتطيب النفس

''صلہ رحمی سے اخلاق بہتر ہوجاتے ہیں' سخاوت پیدا ہوتی ہے اور نفس پاک وپاکیزہ ہوجاتا ہے''

کیونکہ جب صلہ رحمی کو انجام دیتا ہے تو اسے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اخلاق اور نرمی سے پیش آنا پڑتا ہے۔اس طرح بار بار کرنے کی وجہ سے اس کے اخلاق بہتر ہوجاتے ہیں اور اسی طرح رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کی امداد کرنے سے انسان میں سخاوت کی صفت بھی پیدا ہوجاتی ہے'' (سفینۃ البحار جلد اول)

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

صلة الارحام تزكى الاعمال وتنمى الاموال وتدفع البلاو تيسر الحساب وتنسى الاجل۔ (کتاب کافی)

''صلہ رحمی کی وجہ سے اعمال پاک وپاکیزہ ہوجاتے ہیں' مال دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ مصیبتیں اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔ آخرت کا حساب وکتاب آسان ہوجاتا ہے اور موت بھی ٹل جاتی ہے''

صلہ رحمی کا آخرت میں فائدہ:

ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

من مشیٰ الیٰ ذی قرابة بنفسه وماله لیصل رحمه اعطاه الله تعالیٰ اجر ماة شهید وله بکل خطوة اربعون الف حسنة ویمحیٰ عنه اربعون الف سیئة وترفع له منْ الدرجات مثل ذالک وکانما عبدالله تعالیٰ ماة سنة.

”جب کوئی شخص اپنے رشتہ دار کی طرف جاتا ہے تاکہ اپنی جان و مال کے ذریعے رشتہ داری کے حق کو ادا کرے تو خدا اسے ایک سو شہید کے برابر اجر عطا فرماتا ہے۔اس کے چالیس ہزار گناہ مٹا دیتا ہے اور اسی طرح اس کے چالیس ہزار درجات بلند کر دیتا ہے اور وہ شخص ایسا قرار پاتا ہے گویا اس نے سو سال خدا کی عبادت کی ہو“

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

الصدقة بعشرة والقرض بثانی عشرة وصلة الاخوان بعشرین وصلة الرحم باربع وعشرین.

”راہ خدا میں صدقہ کرنے کا ثواب دس درجہ، قرضہ دینے کا ثواب بارہ درجہ اور برادران دینی کے ساتھ حسن سلوک کا بیس درجہ اور صلہ رحمی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی ادائیگی کا ثواب چوبیس درجہ ہے“

امام محمد باقر علیہ السلام ابوذر غفاریؓ سے اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت نقل کی ہے۔

حافتا الصراط یوم القیامة الرحم الامانة فاذا مر الوصول للرحم المودی للامانة نفذ الی الجنة واذا مر الخائن للامانة القطوع للرحم لم ینفع معهما عمل وتکفا به الصراط فی النار.

"صراط (جہنم کے اوپر ایک پل ہے جس پر سے ہر ایک کو گذرنا پڑے گا) اس کے دونوں طرف صلہ رحمی اور امانت ہوگی۔ صلہ رحمی اور امانت کو ادا کرنے والے با آسانی پل صراط سے گزر کر جنت پہنچ جائیں گے۔ امانت میں خیانت کرنے اور قطع رحمی کرنے والوں کو ان کا کوئی عمل فائدہ نہیں پہنچائے گا اور پل صراط سے جہنم کی آگ میں گر پڑیں گے" (کتاب کافی)

روحانی رشتہ داروں سے صلہ رحمی:

روحانی رشتہ داروں سے بھی صلہ رحمی واجب ہے۔ جس طرح جسمانی والدین سے قطع رحمی حرام ہے۔ اسی طرح روحانی والد سے بھی قطع رحمی حرام ہے۔ روحانی شخصیتوں کو روحانی رشتہ دار کہا جاتا ہے ان سب کا ہم پر بہت حق ہے۔ ان روحانی رشتہ داروں میں سرفہرست تو خود روحانی باپ (پیغمبرؐ یا امامؑ) ہوتا ہے اور دیگر روحانی رشتہ داروں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ان روحانی شخصیتوں کی جسمانی اولاد کا سلسلہ ہے۔ یعنی سلسلہ سادات ہے اور روحانی رشتہ داروں کی دوسری قسم

مومنین اور شیعہ حضرات ہیں۔ یہ سب روحانی شخصیتوں کے روحانی فرزند ہیں اور اسی رشتے سے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

قران میں ارشاد خداوندی ہے۔

انما المومنون اخوۃ (سورہ حجرات آیت ۱۰)

"یعنی تمام مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ظاہر ہے ان سب کا سلسلہ کسی نہ کسی روحانی باپ سے ملتا ہے"

سادات سے صلہ رحمی:

علامہ حلی اپنی کتاب "قواعد الاحکام" اپنے فرزند فخرالمحققین کے لئے تالیف کی تھی۔ اپنی اس کتاب کے آخر میں اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تیرا فریضہ سادات کی پاک نسل کے ساتھ صلہ رحمی بھی ہونا چاہیے۔ خداوند متعال نے اس امر پر اتنی تاکید فرمائی ہے کہ سادات کی دوستی کو اجر رسالت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کا اجر قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

قل لآ اسئلکم علیہ اجرا لاالمودۃ فی القربیٰ (سورہ شوریٰ آیت ۲۳)

"تم کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ رسالت کا) اپنے قرابتداروں کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

انی شافع یوم القیامۃ لاربعۃ اصناف ولو جاء وابذنوب اهل الدنیا.

''میں چار قسم کے لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ اگر وہ تمام دنیا والوں کے گناہ اپنے ساتھ لے آئیں''

١۔ رجل نصر ذریتی.

''ایسا شخص جس نے میری ذریت اور نسل کی مدد کی''

٢۔ ورجل بذل ماله لذریتی عند المضیق.

''اور ایسا شخص کہ جس نے میری نسل پر اس وقت اپنا مال صرف کیا۔ جب ان کو تنگی تھی۔''

٣۔ ورجل احب ذریتی باللسان والقلب.

''اور ایسا شخص جس نے زبان اور دل سے میری نسل کے ساتھ محبت کی''

٤۔ ورجل سعی فی حوائج ذریتی اذا طردوا وشردوا.

''اور ایسا شخص جس نے میری ذریّت کی حاجتوں کا اس وقت خیال رکھا جب وہ دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہوئے تھے یا بے گھر ہو گئے تھے''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اذا کان یوم القیامۃ نادیٰ مناد ایها الخلائق انصتوا فان محمدا یکلمکم.

''جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا۔ اے لوگو! خاموشی اختیار کرو

اس لئے محمدؐ تم سے کچھ کہنے والے ہیں"۔

فیقوم النبی فیقول.

یامعاشر الخلائق من کانت له عندی ید اومنة اومعروف فلیقم حتیٰ اکا فیه

"یعنی پھر نبیؐ ہوں گے اور فرمائیں گے۔ اے لوگو! جس شخص کا کوئی حق، کوئی احسان یا کوئی کارخیر میری گردن پر ہو تو وہ کھڑا ہو جائے۔ میں اس کا بدلہ دلاؤں گا"

فیقولون بابآئنا وامھا تنا ای ید وای منة وای معروف لنا؟

بل الید والمنة والمعروف لله ورسوله علیٰ جمیع الخلائق

"وہ لوگ کہیں گے! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔ ہمارا کیسا حق، کیسا احسان اور کیسا کارخیر؟

بلکہ حق احسان اور کارخیر تو خدا اور اس کے رسول کا تمام مخلوق پر ہے"

فیقول ابل من آوی احدامن اهل بیتی او برهم او کساهم من عری او اشبع جائعهم فلیقم اکا فیه

"یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر فرمائیں گے! انہیں بلکہ حق ہے جس شخص نے ٹھکانا اور سہارا فراہم کیا ہو میرے اہل بیتؑ میں سے کسی کو بھی یا ان کے ساتھ نیکی کی ہو یا ضرورت کے وقت ان کو لباس فراہم کیا ہو یا

بھوک میں ان کو کھانا کھلایا ہو۔ تو وہ کھڑا ہو جائے تا کہ میں اس کا بدلہ دلاؤں''

فیقوم اناس قد فعلو اذالک

''بس کچھ لوگ کھڑے ہونگے جنہوں نے ایسے کام کیئے تھے''

فیأتی النداء من عنداللہ

''پس خدا کی جانب سے ندا آئے گی''

یا محمدؐ یا حبیبی قد جعلت مکافاتھم الیک فاسکنھم من الجنة حیث شئت.

''اے محمدؐ اے میرے حبیب! میں نے تمہارا خیال کرتے ہوئے ان کی نیکی کا بدلہ مقرر کردی ہے۔ پس انہیں جنت میں ایسی جگہ دوں گا جیسی تم چاہوں گے''

فیسکنھم فی الوسیلة حیث لا یحجبون عن محمد واھل بیته

''پس خدا ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمسائے میں اس طرح جگہ دے گا کہ محمدؐ اور آل محمدؐ اور ان کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوگا'' (گناہان کبیرہ)

برادران ایمانی کے حقوق:

مومنین و برادران ایمانی کے حقوق سے متعلق کئی روایات موجود ہیں بعض کا ہم ذکر کرتے ہیں۔

معلّٰی بن خُنَیس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مومن بھائیوں کے حقوق کیا ہیں؟

امامؑ نے فرمایا:

''مومن کے سات حقوق واجب ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں ایک حق ادا نہ کرے تو بھی وہ خدا کی اطاعت سے خارج ہو جاتا ہے اور پروردگار کی جانب سے اسے کچھ نہیں ملتا''

معلّٰی نے عرض کیا وہ سات حقوق کیا ہیں؟

فرمایا: ایسر حق منھا ان تحب لہ ماتحب لنفسک. وتکرہ لہ ماتکرہ لنفسک (کتاب ' کافی)

ان میں سے سب سے آسان حق یہ ہے کہ تم مومن بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور وہی چیز ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔

دوسرا حق یہ ہے کہ تم اس کو غصہ دلانے سے پرہیز کرو۔ اس کی مرضی حاصل کرنے کی کوشش حاصل کرو اور اس کی بات مان لیا کرو۔

تیسرا حق یہ ہے کہ تم اس کی جان و مال سے' زبان سے اور ہاتھ پاؤں سے مدد کرو۔

چوتھا حق یہ ہے کہ تم اس کی رہنمائی کرو اور اس کو ایسی باتیں بتاؤ جن میں

اس کی بہتری ہو۔

پانچواں حق یہ ہے کہ اس وقت تک سیر ہو کر نہ کھاؤ جب تک کہ تمہارا مومن بھائی بھوکا ہو۔اس وقت تک سیراب نہ ہو جب تک کہ وہ پیاسا ہو اور اس وقت تک ڈھنگ کا لباس نہ پہنو جب تک کہ وہ لباس سے محروم ہو۔

چھٹا حق یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی خادم ہے تو اس کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اور اس کا کام بھی کر دینے کے لئے بھیج دیا کرو۔

ساتواں حق یہ ہے کہ اگر وہ قسم کھائے تو اس کی بات درست سمجھو۔اگر وہ دعوت دے تو قبول کرو۔اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو۔اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ اور اگر تم کو اس کی ضرورت معلوم ہو جائے تو اس کے کہنے سے پہلے اسے پورا کر دو۔

ائمہؑ کے ساتھ صلہ رحمی:

حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں۔

من لم يقدر ان يذورنا فليزر موالينا يكتب له ثواب زيارتنا.

"یعنی جو شخص ہماری زیارت نہ کر سکے تو وہ ہمارے چاہنے والے نیک دوستوں کی زیارت کرے۔اسے ہماری زیارت کرنے کا ثواب حاصل ہو جائے گا"

ومن لم يقدر علىٰ صلتنا فليصل صالحي موالينا يكتب له

ثواب صلتنا

''اور جو شخص ہم سے صلہ رحمی کرنا چاہے اور نہ کر سکے تو اسے بھی ہمارے ماننے والے صالح دوست دار کے ساتھ صلہ رحمی کر لینا چاہیے۔ اسے ہمارے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا ثواب حاصل ہو جائے گا''

مومن بھائی کی عزت و احترام ائمہ علیہم السلام کا احترام ہے۔ اسی طرح مومن کی بے عزتی اور توہین ائمہ معصومین علیہم السلام کی توہین ہے۔ (گناہان کبیرہ)

قطع رحمی:

جس طرح صلہ رحمی کے ثواب و احکام کو ہم نے قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا۔ اسی طرح قطع رحمی کرنے یعنی رشتہ داروں سے لاتعلق کرنے والوں کا عتاب و سزا کا بھی ہم ذکر کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں قطع رحمی (رشتہ داروں سے لاتعلق) کرنے والوں کو آتش جہنم اور خدا کی لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔ ایسے لوگ نقصان اٹھانے والے بتائے گئے ہیں۔

سورۃ بقرہ میں خداوند متعال کا ارشاد ہے۔

الذین ینقضون عہداللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ماامر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی لارض الئک ھم الخاسرون. (سورہ بقرہ آیت ۲۷)

''وہ لوگ جو خدا سے عہد و پیمان کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں۔ اس تعلق کو قطع کر دیتے ہیں (قطع رحمی کرتے ہیں) جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے ورزمین میں فساد پیدا کرتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں''

سورہ رعد میں ارشاد ہوا ہے۔

ولـذیـن یـنقضـون عهد الله من بعد میثاقه ویقطعون مآ امر الله بـهٓ ان یـوصـل ویـفسدون فی الارض اولٓئک لهم اللعنة ولهم سوٓء الدار. (سورہ رعد' آیت ۲۶)

''وہ لوگ جو خدا سے عہد و پیمان کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں اس تعلق کو قطع کرتے ہیں جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے۔ (قطع رحمی کرتے ہیں) اور زمین میں فساد پیدا کرتے ہیں۔ ان پر خدا کی لعنت ہے اور ان کا ٹھکانہ بہت برا ہے''

سورۃ محمد میں ارشاد ہے:

فهـل عسیتم ان تـولیـتم ان تـفسـدو افی الارض وتقطعو آ ارحامکم اولٓئک الذین لعنهم الله فاصمعهم واعمیٰ ابصارهم.

(سورہ محمد آیت ۲۲-۲۳)

''یعنی کیا اس بات کی توقع نہیں کہ اگر تم لوگوں کے نگران بن جاؤ تو زمین میں فساد پیدا کرنے لگو اور اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے لگو؟ ایسا کرنے

والے وہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور ان کو بہرا اور اندھا کر دیا ہے"

قطع رحمی کے بارے میں روایات:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

الاان فی التباغض الحالقة لااعنی حالقة الشعر ولکن حالقة الدین

"یعنی آگاہ ہو جاؤ! کہ آپس کی دشمنی (خاص طور پر رشتہ داروں کی دشمنی) میں تباہی ہے۔ میری مراد سر کے بالوں کی تباہی نہیں بلکہ دین کی تباہی و بربادی ہے" (کتاب کافی)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اتقو الحالقة فانها تمیت الرجال

قلت وماالحالقة ؟

قال قطیعة الرحم. (کافی)

فرمایا حالقہ سے بچو کیونکہ یہ لوگوں کو ہلاک کر دیتی ہے۔

راوی نے کہا حالقہ کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا "قطع رحمی" کرنا۔

ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر سوال کیا کہ خدا کے نزدیک بدترین عمل کون سا ہے؟

حضورؐ نے فرمایا۔

الشرک باللہ.

قال ثم ماذا؟

فقال قطیعة الرحم.

قال ثم ماذا؟

فقال الامر بالمنکر والنھی عن المعروف

فرمایا: خدا کا شریک قرار دینا۔

اس شخص نے پھر پوچھا اس کے بعد۔

فرمایا: قُطع رحمی کرنا۔

پھر پوچھا اس کے بعد سب سے برا کام کونسا ہے؟

آپؑ نے فرمایا برائی کا حکم دینا اور اچھائی سے روکنا۔

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آ کر اپنے رشتہ داروں کی شکایت کی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

اکظم غیظک.

فقال انھم یفعلون ویفعلون.

فقال اترید ان تکون مثلھم؟

فلا ینظر اللہ الیکم. (کافی)

آپ نے فرمایا۔ اپنا غصہ پی لو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

اس شخص نے کہا۔ میرے رشتہ دار مجھی کیسی کیسی تکلیفیں پہنچاتے رہتے ہیں۔ کوئی ایسی برائی نہیں جو انہوں نے میرے ساتھ نہ کی ہو۔

حضرتؑ نے جواب میں فرمایا۔

کیا تم بھی انہی کی طرح قطع رحمی کرنا چاہتے ہو۔ ان کے ساتھ حسن سلوک سے ہاتھ کھینچ لینا چاہتے ہو؟

اگر ایسا کرو گے تو تم بھی انہی کی طرح ہو جاؤ گے اور خداوند عالم تم پر نظر رحمت نہیں کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

لا تقطع رحمک وان قطعتک

"یعنی اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق مت کرو اگرچہ وہ تم سے قطع رحمی کرے"

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ثلاث خصال لا یموت صاحبھن حتیٰ یریٰ وبالھن؟

"تین برائیاں ایسی ہیں کہ ان کو انجام دینے والا ان کے برے اثرات کو دیکھ کر ہی اس دنیا سے اٹھتا ہے"

"ان میں سے پہلی برائی ظلم دوسری قطع رحمی اور تیسری جھوٹی قسم"

قطع رحمی کی سزا:

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ایک خطبے میں فرماتے ہیں۔

اعوذ باللہ من الذنوب التی تعجل الفناء.

"یعنی میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں ایسے گناہوں سے جس کے باعث موت قریب ہو جاتی ہے"

کسی نے سوال کیا مولا!

کیا ایسا بھی کوئی گناہ ہے جس سے موت جلد آ جاتی ہو؟

آپؑ نے فرمایا قطع رحمی۔

وہ گھرانے جو ایک دوسرے سے مل جل کر رہتے ہیں اور ایک دوسرے کا ہر طرح خیال رکھتے ہیں خدا ان کی رزق میں برکت عطا کرتا ہے۔

اور وہ گھرانے جو ایک دوسرے سے دور اور کٹ کر رہتے ہیں خدا ان کی رزق سے برکت اٹھا لیتا ہے اور ان کی عمر کم کر دیتا ہے چاہے وہ سب متقی ہی کیوں نہ ہو۔

قطع رحمی کی وجہ سے سب مر گئے:

امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک صحابی نے اپنے رشتہ داروں کی شکایت کرتے ہوئے کہا میرے حقیقی چچازاد بھائی مجھے تنگ کر رہے ہیں۔

وہ گھر جو میرا حق تھا مجھ سے چھین لیا ہے۔ مجھے صرف ایک کمرہ رہنے کے لئے دیا ہے۔ اگر میں حکومت سے شکایت کروں تو سب کچھ ان سے لے سکتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا! ذرا صبر سے کام لو سب ٹھیک ہو جائے گا۔

کچھ عرصہ بعد ایک وبا آئی جس کی لپیٹ میں آ کر اس صحابی کے وہ سب رشتہ دار مر گئے جو ستایا کرتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔

اس کے بعد ایک مرتبہ جب وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا تو آپؑ نے دریافت فرمایا:

تمہارے ان رشتہ داروں کا اب کیا حال ہے؟

امامؑ کے صحابی نے جواب دیا خدا کی قسم وہ سب کے سب مر گئے۔

آپؑ نے فرمایا! ان کی ہلاکت کی وجہ تمہارے ساتھ برائی تم جیسے رشتہ دار کے حق کو نہ سمجھنا اور قطع رحمی کرنا ہے۔ (کافی)

عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔

مولا! میرا ایک چچا زاد بھائی ہے میں اس سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور تعلقات قائم رکھنا چاہتا ہوں لیکن وہ مجھ سے قطع رحمی کرتا ہے اور تعلقات توڑنا چاہتا ہے۔

اب تو میں بھی تنگ آ کر اس رویہ کی وجہ سے اس سے تعلقات توڑنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔

انک ان وصلتہ وقطعک وصل کم اللہ جمیعا فان قطعتہ وقطعک قطعکم اللہ تعالیٰ۔ (گناھان کبیرہ)

"یادرکھو! اگر تم نے اپنے اس رشتہ دار کی قطع رحمی کے باوجود صلہ رحمی کی (تو ہوسکتا ہے ایک نہ ایک دن اس پر اثر پڑے اور وہ بھی رشتہ داری کے حق کو ادا کرنے لگے) اس طرح تم دونوں پر رحمت الٰہی ہو اور اگر تم نے بھی اپنے چچازاد بھائی سے قطع تعلق کر لیا تو تم دونوں رحمت الٰہی کے سزاوار نہیں ہوں گے"

روایات معصومؑ سے اس بات کی طرف بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ رشتہ داری کی حقوق کی ادائیگی خواہ رشتہ دار شیعہ ہو یا سنی، متقی ہو یا فاسق وفاجر یہاں تک کہ رشتہ دار مسلمان ہو یا کافر سب کے ساتھ صلہ رحمی کرنا ضروری ہے۔ کسی مسلمان رشتہ دار کا کافر ہونے سے بھی حق رشتہ داری ختم نہیں ہوتا۔

ابن حمید نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔

میرے رشتہ دار میرے مذہب پر نہیں کیا ان کا بھی مجھ پر کوئی حق ہے یا نہیں؟

آپؑ نے فرمایا:

نعم حق الرحم لایقطعہ شیئی و اذا کانو اعلیٰ امرک کان لھم حقان حق الرحم وحق الاسلام۔ (کافی)

حضرتؑ نے جواب میں فرمایا!

”کیوں نہیں رشتہ داروں کے حقوق کسی بھی وجہ سے ختم نہیں ہوتے (خواہ رشتہ دار کافر ہی کیوں نہ ہو)

ہاں! اگر رشتہ دار مسلمان ہوں تو انہیں دو حق حاصل ہوتے ہیں۔ پہلا حق رشتہ داری کی وجہ سے اور دوسرا حق مسلمان ہونے کی حیثیت سے۔

کافر رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ واضح طور پر بیان ہوا۔ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ کافر کے ساتھ بغض رکھنے کا حکم بھی ہے اب یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے ساتھ صلہ رحمی بھی کی جائے؟

بات صرف یہ ہے کہ صلہ رحمی کا تعلق ایسے حسن سلوک اور عمل سے ہے جسے دیکھ کر لوگ کہیں کہ اس نے رشتہ داری کے تعلق کو نہیں توڑا ہے اور کافروں سے بغض رکھنے کا تعلق باطنی ہے یعنی دل سے ہوا کرتا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ وہ عملی طور پر صلہ رحمی کرے لیکن رشتہ دار کے کافر ہونے کی وجہ سے دل میں اس سے بغض اور نفرت بھی رکھے۔

البتہ اگر کافر رشتہ دار سے صلہ رحمی اس کے کفر میں پختہ ہو جانے کا سبب بنے یا کسی فاسق رشتہ دار کی فسق و فجور اور گناہوں میں اضافے کا سبب بنے یا صلہ رحمی نہ کرنے کی صورت میں کفر یا گناہ میں کمی واقع ہونے کا احتمال بھی نہ ہو۔ تب قطع رحمی واجب ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے۔

لا تجدقوما یومنون باللہ والیوم الاخر یو آدون من حآد اللہ ورسولہ ولو کانو آ اباۤء ھم او ابنآئھم او اخوانھم او عشیر تھم سورہ مجادلہ آیت ۲۲

یعنی جو لوگ خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ کیوں نہ ہو۔

اس آیہ شریفہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر رشتہ دار خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کا دشمن ہو تو اس سے قطع رحمی واجب ہے خواہ وہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔

سورہ ممتحنہ میں ارشاد ہوا!

لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلو کم فی الدین ولم یخرجو کم من دیار کم ان تبروھم وتقسطو آالیھم ان اللہ یحب المقسطین.

انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلو کم فی الدین واخرجو کم من دیار کم وظاھرو اعلیٰ اخراجکم ان تولو ھم ومن یتولھم فاولٓئک ھم الظالمون. (سورہ ممتحنہ آیت ۹.۸)

یعنی جو لوگ تمہیں تمہارے دین کے بارے میں نہیں لڑے بھڑے اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اُن لوگوں کے ساتھ احسان کرنے اور اُن کے ساتھ انصاف کرنے سے خدا تمہیں منع نہیں کرتا بے شک خدا

انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

خدا تو بس ان لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکال باہر کیا اور تمہارے نکالنے میں (اوروں کی) مدد کی اور جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے وہ لوگ ظالم ہیں۔ ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر رشتہ دار کھلی دشمنی نہ کرے تو صلہ رحمی واجب ہے۔ (گناہان کبیرہ)

وماتوفیقی الا باللہ

الاحقر

سید محمد علی شاہ حسینی بلتستانی

maablib.org

ہماری مطبوعات

سلسلۂ تربیتِ اسلامی کی کتابیں

نمبر شمار	کتب	ترتیب و تالیف	مطبع
1	آدابِ میت	مولانا محمد علی شاہ حسینی	امیہ اکیڈمی
2	غیبت	مولانا اصغر علی جوادی	امیہ اکیڈمی
3	عفو و درگزر	مولانا محمد عباس شاکری	امیہ اکیڈمی
4	عزاداری (سید الشہداء امام حسین علیہ السلام)	مولانا محمد جواد نوری	امیہ اکیڈمی
5	آدابِ نکاح و طلاق	مولانا سید مصطفیٰ حسینی	امیہ اکیڈمی
6	حقوقِ زوجیت	مولانا سید محمد عباس جعفری	امیہ اکیڈمی
7	حقوقِ والدین اور اولاد	مولانا جعفر علی سبحانی	امیہ اکیڈمی
8	غناء اور موسیقی	مولانا عباس مہدی مجاہدی	امیہ اکیڈمی
9	خمس	مولانا محمد علی ممتاز / مولانا شاہ حسین منگری	امیہ اکیڈمی
10	اجتہاد و تقلید	مولانا محمد علی ممتاز / مولانا غلام عباس عارفی	امیہ اکیڈمی
11	دُعا	مولانا غلام اصغر شمسی	امیہ اکیڈمی
12	جھوٹ	مولانا مختار حسین ثقفی	امیہ اکیڈمی
13	صلۂ رحمی	مولانا سید محمد علی شاہ حسینی	امیہ اکیڈمی
14	تہمت	مولانا جعفر علی سبحانی	امیہ اکیڈمی
15	لذّتِ موت	مولانا محمد عباس جعفری	امیہ اکیڈمی
16	منافقت	محمد شریف شہدیؔ	امیہ اکیڈمی
17	امر بالمعروف	مولانا احمد علی ابحی	امیہ اکیڈمی
18	تکبر	مولانا محمد جواد نوری	امیہ اکیڈمی
19	صبر	مولانا سید محمد علی شاہ حسینی	امیہ اکیڈمی
20	مومن کون؟	مولانا احمد علی ابحی	امیہ اکیڈمی
21	بدکاری	مولانا علی محمد رحمانی	امیہ اکیڈمی

مطبوعات تربیت اسلامی